الہام سے پہلے
اشرف عادل

# الہام سے پہلے

اشرف عادلؔ

ترتیب وتہذیب

سہیل سالم

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی

**Ilhaam Se Pehley**

(Collection of Online Urdu Poetic Compositions)

by: **Ashraf Adil**
R/o: Green Colony, Lane No #3
House No 18, Hafiz Bagh, Elahi Bagh, Sgr, Kmr 190020
Mobile: 9906540315/7780806455
E-mail:adilashraf778@gmail.com

**Year of Publication 2021**
**ISBN978-93-92496-32-5**

**Price Rs. 475/-**

| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | الہام سے پہلے |
| مصنف | : | اشرف عادلؔ |
| پتہ | : | حافظ باغ الٰہی باغ سری نگر کشمیر |
| نوعیت | : | (آن لائن فی البدیہہ طرحی غزلوں کا مجموعہ) شاعری |
| سن اشاعت | : | ۲۰۲۱ء |
| قیمت | : | ۴۷۵ روپیہ |
| صفحات | : | ۱۲۸ |
| تعداد | : | ۵۰۰ |
| کمپیوٹر کتابت | : | القلم گرافیکس سرینگر |
| مطبع | : | روشان پرنٹرس، دہلی۔۶ |

***Published by***

**EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE**

**H.o. D1/16, Ansari Road, Darya Ganj, New Delhi-110002 (INDIA)**
**B.o. 3191, Vakil Street, Kucha Pandit, Lal Kuan, Delhi-6 (INDIA)**
**Ph : 45678203, 45678286, 23216162**
**E-mail: info@ephbooks.com, ephindia@gmail.com**
**website: www.ephbooks.com**

# انتساب

فصیح الملک

نواب مرزا خان داغ دہلوی

کے نام

کوئی نام و نشان پوچھے تو اے قاصد بتا دینا
تخلص داغ ہے وہ عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں

یہ جنبشِ قلم ہے کہ اللہ کا کرم
مولیٰ یہ لفظ لفظ بھی الہام ہی تو ہے

اشرف عادلؔ

زبان اپنے قلم کی کھول سکتا ہوں
میں گونگوں کے نگر میں بول سکتا ہوں

اشرف عادلؔ

# عصرِ حاضر میں طرحی مشاعروں کی اہمیت

اردو میں طرحی مشاعروں کی روایت بہت پرانی ہے اُردو کے عظیم ترین شعرا بھی طرحی کلام کہا کرتے تھے پھر یہ روایت اپنا سفر جاری رکھتے ہوئے عصرِ حاضر تک پہنچ گئی۔ جب سے سوشل میڈیا کا دور شروع ہوا فیس بک پر بین الاقوامی فی البدیہ طرحی مشاعروں کی شروعات ہونے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے دنیا بھر کے شعرا اس پلیٹ فارم پر ملنے لگے اور شعر کہنے لگے۔ جب پہلی بار میں نے 2011 میں ایک بین الاقوامی طرحی مشاعرے میں شرکت کی تو مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اس مشاعرے میں ایک سو سے زیادہ شعرائے کرام ایک ساتھ شرکت کر رہے تھے۔ پھر میں دنیا بھر کے آن لائن مشاعروں میں شرکت کرنے لگا جو ابھی بھی جاری ہے۔ اب تک میں نے تقریبا

## الہام سے پہلے

پندرہ سو سے زیادہ آن لائن طرحی غزلیں کہی ہونگی ۔۔اس طرح مجھے دنیا بھر کے سینکڑوں شاعروں کے کلام کو پڑھنے کا موقع ملا اور وہ بھی میرے کلام کو پڑھتے رہے ان مشاعروں میں شرکت کرنے سے مجھے یہ پتہ چلا کہ دور حاضر میں کس طرح کی شاعری کی جاتی ہے اور اردو دنیا کے شعرا کن موضوعات پر شعر کہتے ہیں وہ کس طرح زندگی کے مختلف تجربوں کو شعری لباس پہناتے ہیں ۔میں غالباًوادی کشمیر کا پہلا شاعر ہوں جس نے سب سے پہلے فی البدیہ آن لان طرحی مشاعروں میں شرکت کی بعد میں وادی کے طول وارض سے شعراان مشاعروں میں شرکت کرنے لگے ۔بقول مجروح سلطانپوری

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

اب میں اپنی آن لائن طرحی فی البدیہ غزلوں پر مبنی ایک منفرد شعری مجموعہ بعنوان ''الہام سے پہلے'' ترتیب دے رہا ہوں ۔میں نے کسی معتبر شاعر سے کوئی پیش لفظ نہیں لکھوایا۔دراصل قارئن کرام ہی کسی بھی فن پارے پر سند دے سکتے ہیں اور وہی ایک فنکار کے لئے انعام ہوتا ہے اور میں اسی انعام کا منتظر رہوں گا۔

اشرف عادلؔ

سرینگر کشمیر، ستمبر..25..2021

# حمد

تمہارا رنگِ نہاں لا الا الا اللہ

کہاں کہاں ہے عیاں لا الا الا اللہ

دیار خوف سے باہر نکل گئے مسلم

پڑھی تھی کس نے ازاں لا الا الا اللہ

نگہ نگہ میں گنہ کے ببول اُگتے ہیں

"بتانِ وہم وگماں لا الا الا اللہ"

کسی کے شوق میں روشن دیا کیا تُو نے

دھواں دھواں تھا جہاں لا الا الا اللہ

## الہام سے پہلے

چمن چمن میں کھلے پھول تیری وحدت کے
کلی کلی پہ نشان لا الا الا اللہ
کبھی رُکا نہیں یہ سلسلہ ازانوں کا
ازاں ازاں پہ ازاں لا الا الا اللہ
کسی کی چاپ سے عادلؔ لرز اُٹھا سارا
دیارِ خوف بُتاں لا الا الا اللہ

# نعت

معجزوں میں بھی نہیں ہے جس کا ثانی وہ رسولؐ
پشت پر جس کی چمکتی ہے نشانی وہ رسولؐ
گنبدِ خضرا پہ نازل ہورہی ہیں رحمتیں!
جس کے گھر میں بس گئی ہے لا مکانی وہ رسولؐ
ہر سمندر عشق کا اس کی نگہبانی میں ہے
کشتیاں جس کی سبھی ہیں بادبانی وہ رسولؐ
آدمی ہر حال میں تھا ذات سے ہارا ہوا
کی عطا جس نے بشر کو کامرانی وہ رسولؐ

بادشاہی کو دیا جس نے فقیری کا درس
آج بھی قائم ہے جس کی حکمرانی وہ رسولؐ
جس کے لہجے میں خُدا کی بات ابھرتی ہے سدا
رنگ جس کے قول کا ہے آسمانی وہ رسولؐ
آنکھ کھولی تو نگہ انسانیت کی کُھل گئی
جس کی پیدائش ہے عادلؔ شادمانی وہ رسولؐ

# غزل (۳)

لب پر تمہارا نام فقط نام ہی تو ہے
ہم پر تمہاری چاہ کا الزام ہی تو ہے

زینہ بھی جاتا ہے مری منزل تلک سنو
مہتاب ہی سہی وہ سرِ بام ہی تو ہے

یہ جنبش قلم ہے کہ اللہ کا کرم
مولا یہ لفظ بھی الہام ہی تو ہے

یہ چاند غم کا ڈوب ہی جائے گا صبح تک
یہ شام ہے فراق کی پر شام ہی تو ہے

عادل کو جانتے ہیں یہاں چار پانچ لوگ
آخر رقیب جو بھی ہے گمنام ہی تو ہے

# غزل (۴)

مُجھ سے کوئی خفا نہیں ہوتا
کیوں کوئی آئینہ نہیں ہوتا؟

پھول یوں ہی نہیں کھلا کرتے
یوں کوئی حادثہ نہیں ہوتا

یہ کبھی میرا ہے کبھی تیرا
وقت اپنا سدا نہیں ہوتا

یہ سہارے تمام جھوٹے ہیں
جب ترا آسرا نہیں ہوتا

ایک پل کے بغیر دریا میں
بیچ کا راستہ نہیں ہوتا

اُس کے چہرے میں آئینہ ہے کیا
یار سے سامنا نہیں ہوتا

پتھروں کے مکان میں عادلؔ
کیا کوئی آئینہ نہیں ہوتا

# غزل (۵)

صبا نہ پھول بسر پھر بھی زندگی کرلی
گلوں کے شہر میں کانٹوں سے دوستی کرلی

قلم سے ہم نے اُتارے ہیں اشک کاغذ پر
لہو میں ڈوب گیا دل تو شاعری کرلی

غزل سے ہم نے نچوڑے ہیں فکر کے دریا
تمہارے نام صنم ہم نے نغمگی کرلی

چراغ کا نہ اُٹھایا کبھی کوئی احسان
جلایا دل تو اندھیروں میں روشنی کولی

کسی کی آنکھ میں ڈوبے کسی کے دل میں سبے
قدم قدم پہ شراروں سے دوستی کرلی
گلاب چہرہ جو دیکھا تمہارا گلشن میں
چمن چمن میں بہاروں نے خودکشی کرلی
فلک پہ شورِ بغاوت مچا سُنو عادلؔ
سُنا ہے چاند نے تاروں میں سرکشی کرلی

(فورم: سائباں)

# غزل (۶)

کرتا ہے بار بار وہ ہم سے جفا بہت

آئی ہے راس ہم کو یہ آب و ہوا بہت

قد اس کا میرے قد کے برابر نہ ہو سکا

وہ ایڈیوں پہ اپنی کھڑا بھی ہوا بہت

میں نے بھی اپنے خون کا سودا کیا سدا

تو نے لہو میری بھی رگوں کا پیا بہت

ہر موڑ پر بدلتا رہا رنگ وہ فقیر
موسم سے میرے شہر کے تھا آشنا بہت

یہ اور بات خود کو میسّر نہ میں ہوا
اپنا ہی انتظار میں نے بھی کیا بہت

واقف نہ تھا میں حرفِ خوشامد سے دوستوں
چڑھتا رہا خودی کا مجھے بھی نشا بہت

عادلؔ ہوا کا شور بہت ہے مگر مجھے
جلتے ہوئے چراغ کا ہے آسرا بہت

(فورم: سائباں)

# غزل (۷)

اعلیٰ بھی ہوا عشق میں ادنیٰ میرے آگے
رانجھا ہی نہیں قیس بھی رسوا میرے آگے

موجود تھے میخوار بھی زاہد بھی وہاں پر
اُس بزمِ خطا میں تھا وہ تنہا مرے آگے

اُس روز خرد کا بھی تماشا ہی ہوا تھا
کرتے رہے میخوار بھی دعویٰ مرے آگے

اوتار تھا اک سنگ میں اک سنگ میں شیشہ

ہر شخص کے چہرے پہ تھا چہرا مرے آگے
پانی کی روانی بھی روانی ہے کوئی کیا؟
"گھِستا ہے جبیں خاک پہ دریا میرے آگے"
لہروں پہ کیا رقص تیری پیاس نے عادلؔ
دریا میں مسیحا بھی تھا پیاسا میرے آگے

(ادبی فورم: "صبا آداب کہتی ہے")

# غزل (۸)

گلستان خار خار ہے اپنا
باغباں سوگوار ہے اپنا

دشتِ دل بے قرار ہے اپنا
شہرِ جاں اشکبار ہے اپنا

جھومتا ہوں نشے میں اپنے ہی
میرے دل میں خمار ہے اپنا

جانتا ہے فقط سیاست وہ
کم ظرف شہر یار ہے اپنا

ہر طرف پھول دل کے کھلتے ہیں
ہر سخن مشکبار ہے اپنا
تیری گلیوں کی خاک چھانی ہے
ہر قدم یاد گار ہے اپنا
کیوں میں خود سے بچھڑ گیا عادلؔ
کیوں مجھے انتظار ہے اپنا

(فورم: دیا۔فجی)

## غزل (۹)

پھر آگ آتشِ گُل نے باغ میں لگائی
موسم نے شعلگی کی منزل قریب لائی

پھولوں کی آگ بھڑکی پتوں کا رنگ نکھرا
طائر نے مشعلِ جاں گلزار میں جلائی

پھر بات اُس رفوگر سے کیجئے کہ پہلے
زخمِ جگر کی دیکھیں اکھڑی ہوئی سلائی

اپنی ضرورتوں کو محدود کر دیا ہے
مجھ کو نہ راس آئی بندوں کی یہ جدائی

خوشبو نگر نگر میں پھیلی ہوئی ہے ہر سو

پھر موسمِ خزاں نے کیسی بہار لائی

گریہ کی لذتوں سے محظوظ ہو گئے ہم

مدت کے بعد میرے غم نے خوشی منائی

دہلیز دل پہ رادھا نے پھر قدم جمائے

موہن نے من کے عادلؔ پھر بانسری بجائی

(ادبی فورم: بزم سخنوراں)

❁❁❁

# غزل (۱۰)

کر رہا ہے فلک سے اشارا مجھے
غور سے دیکھتا ہے ستارا مجھے

بارہا دار پر لفظ چڑھتا رہا
زندگی کا لگا استعارا مجھے

جب سے دیکھا ہے میں نے جگر پھول کا
گل نظر آرہا ہے شرارا مجھے

اُس نے دیکھا میری اور جو پیار سے
دیکھتا رہ گیا پھر نظارا مجھے

جب سے دیکھا تجھے من کی دہلیز پر

پھر نظر آگیا دل سپارہ مجھے

جب سے ڈوبا تری آنکھ کی جھیل میں

راس آیا نہیں پھر کنارا مجھے

(ادبی فورم: فیس بک ٹائمز سپین)

❁❁❁

# غزل (۱۱)

مرا مدعا کوئی اور ہے

مجھے مانگتا کوئی اور ہے

دکھاتا ہے رستہ کوئی اور

مرا رہنما کوئی اور ہے

تری منزلیں دوسری ہیں

مرا راستہ کوئی اور ہے

کسی اور کی فکر ہوں میں

مجھے سوچتا کوئی اور ہے

خوشی ہوں کسی اور کی میں
مجھے بانٹتا کوئی اور ہے
خریدا ہے مجھ کو کسی نے
مجھے بیچتا کوئی اور ہے
ہنرؔ ہے کسی اور کا عادلؔ
اسے سیکھتا کوئی اور ہے

(ادبی فورم: فیس بک ٹائمز پیپن)

❁❁❁

# غزل (۱۲)

طبیعت رواں ہے خیال اوج پر ہے
سخنور کا ذوقِ جمال اوج پر ہے

بدن کا سفر گرچہ آساں بہت ہے
نگہ میں ہی ڈوبیں اُبال اوج پر ہے

بہاروں میں آتش لگائی ہے کس نے؟
ہر اک گُل کا رنگِ جمال اوج پر ہے

کُھلا دیجے اب زرا رازِ ابرو
تجسُس کا تازہ بلال اوج پر ہے

مسلسل خیالوں میں صورت تمہاری

ہمارے ہنُر کا کمال اوج پر ہے

غزل کا تعلق تو ہے زندگی سے

مری شاعری کی مثال اوج پر ہے

درختوں پہ طایئر ہنُر کے ہیں بیٹھے

تخیل کی شاخِ نہال اوج پر ہے

چھلکتی ہے الفت تمہاری نظر سے

صراحی میں عادلؔ اُچھال اوج پر ہے

# غزل (۱۳)

حِنا میں دستِ صبا پر رچانے آیا ہوں
کلی کی آنکھ میں کاجل لگانے آیا ہوں
جہانِ عشق میں ہلچل مچانے آیا ہوں
نگاہِ یار میں دُنیا بسانے آیا ہوں
مجھے خبر ہے اندھیروں کا ہے سفر مشکل
تمہاری رات میں مشعل جلانے آیا ہوں
مجھے حیات کا سودا نہ راس آیا ہے
تری دُکان سے خود کو اُٹھانے آیا ہوں

میں تنگ حلقۂ گلشن میں آچکا ہوں اب
ترے حصار سے خود کو چھُڑانے آیا ہوں

جفا سے کس کا بھلا ہو چکا ہے دُنیا میں
وفا کے پھول چمن میں کھلانے آیا ہوں

قلم پہ اتنا بھروسہ تو ہے مجھے عادلؔ
سخُن کے تاج محل میں بنانے آیا ہوں

(ادبی فورم: عشق نگر)

❁❁❁

# غزل (۱۴)

زیست کے شہوار تھے ہم تو
زندگی سے فرار تھے ہم تو
تم نے کانٹوں میں کی بسر صاحب
اور فصلِ بہار تھے ہم تو
اک نئی فکر کی عطا ہم نے
تم نے سوچا گنوار تھے ہم تو
ڈگمگانا ہماری فطرت تھی
اک نشہ تھے خمار تھے ہم تو

ایک ہی سر تھا جسم بھی اک تھا
پھر بھی صاحبِ ہزار تھے ہم تو
جو سیاست کے دار پر لٹکے
دیس میں بے شمار تھے ہم تو
ہم کو پڑھتے تھے سب یہاں عادلؔ
شہر میں اشتہار تھے ہم تو

(ادبی فورم: دیا، فجی)

❁❁❁

# غزل (۱۵)

آشناؤں سے آشنائی کی
کون سی تم نے پارسائی کی

خوب آپس میں دل ربائی کی
مے پرستوں نے پارسائی کی

تو نے میرے خدا مجھے تھا ما
ورنہ بندوں نے بھی خدائی کی

ہم نے اپنے غرور کو توڑا
تم نے ہر وقت خود نمائی کی

ہم تو اچھے نہیں تھے ویسے بھی
تم نے اچھوں سے بھی برائی کی
تم نے اپنے ضمیر سے کی وفا
کون کہتا ہے بے وفائی کی
میرے دیوانِ درد کی عادلؔ
تم نے ہی رسمِ رونمائی کی

(فورم: قوس قزح ممبئی)

## غزل (۱۶)

اللہ من کی پیاس بجھانا نصیب ہو
احمدؐ کے در پہ لغت سُنانا نصیب ہو
دُنیا ہے خواب، خواب کی تعبیر مصطفیٰؐ
سویا ہوا نصیب جگانا نصیب ہو

# غزل (۱۷)

چھوڑ کر جب بھی چلے ہم کو سہاروں کے ہجوم

پھر سمندر میں چلے آئے کناروں کے ہجوم

جب بھی چھپ جاتے ہیں ہم شب کے اندھیروں میں کبھی

ڈھونڈ لیتے ہیں ہمیں چاند ستاروں کے ہجوم

آگ بجھ جاتی ہے پھر آتش گل کی صاحب

چوم لیتے ہیں گُل تر کو شراروں کے ہجوم

اب نکل آؤ گھروں سے کہ فضا مہکی ہے

وادی دشت سے گزرے ہیں بہاروں کے ہجوم

جن کے سائے میں سُلگتی تھی کوئی آتش سی

ہر طرف میرے وطن میں تھے چناروں کے ہجوم

مسجدوں کا یہ تقدس ہے بہت ہی دلکش

شہر میں دیکھ ذرا میرے مناروں کے ہجوم

اب تو پتھر بھی مجھے لگتے ہیں گوہر کی طرح

کس نے راہوں میں بچھائے ہیں ستاروں کے ہجوم

(فورم: عبدالستار موریل۔ یو کے)

# غزل (۱۸)

خزاں میں گزر گئی مگر بہار ہم ہوئے

حصارِ اَب میں رہے تو خوشگوار ہم ہوئے

کلی کلی عذاب تھی چمن چمن عتاب تھا

خزاں کے حصار میں مگر بہار ہم ہوئے

کہیں ہیں تتلیاں خفا کہیں ہیں بُلبُلیں خفا

ببول ہر طرف اُگے ہیں خار خار ہم ہوئے

ہمارے وہم میں کہیں کہیں گماں تھا فکر کا

مسام دل کی تیرگی میں آشکار ہم ہوئے

سبھوں کی تھی نظر تمہیں پہ شہر شہر جانِ جاں
نظر ملائی آج تم سے اشتہار ہم ہوئے
وصول کر نہ پائے ہم تمہارے پیار کو کبھی
تمہارے انتظار میں ہی مستعار ہم ہوئے
کسی کی چیز کو کسی پہ کیوں لُٹا رہے ہو تم
تمہاری مسکراہٹوں سے اشکبار ہم ہوئے

(ادبی فورم: بزم سخنوراں، یکم اپریل ۲۰۱۸)

۞۞۞

# غزل (۱۹)

حجابِ شوق اُٹھایا بھی اور گرایا بھی
چراغِ عشق جلایا بھی اور بجھایا بھی

کہیں سے دھوپ نکل آئی تیز بارش میں
عجیب شخص ہے رویا بھی مسکرایا بھی

عجیب رنگ کا ایہام اُس کے قول میں تھا
کہ اپنا حال سُنایا بھی اور چھپایا بھی

وہی ہے دل کی جلن اور آنکھ کی ٹھنڈک
وہی ہے دھوپ کا ٹکڑا بھی اور سایا بھی

کسی سے بات ہوئی بات بات میں مبہم
کسی نے پیار لُٹایا بھی اور پایا بھی
کسی سے بزم میں تھے ہم کلام ہم عادلؔ
کلام اپنا لکھایا بھی اور پڑھایا بھی

(ادبی فورم: دیا فجی، ۱۷ اپریل ۲۰۱۸)

❁❁❁

## غزل (۲۰)

کبھی تیرگی سے اُجالے چُرانا
کبھی دشتِ امکاں میں کلیاں کھلانا
کبھی عہد مستی میں آنسو بہانا
کبھی عید غم کی خوشی سے منانا
کبھی دستِ لالہ پہ طوفان اُٹھانا
کبھی چشمِ صحرا میں کاجل لگانا
کبھی طائیروں کی طرح گنگنانا
کبھی گوشِ آہو میں نغمہ سُنانا

کبھی نوکِ مژگاں پہ آنسو بہانا
کبھی دھوپ میں غم کی بھی مسکرانا
کبھی خوش نصیبی پہ آنسو بہانا
کبھی بدنصیبی کو قسمت بنانا
کبھی آگ شبنم سے عادلؔ بجھانا
کبھی شمع دل کو ہوا میں جلانا

(ادبی فورم: بزم سخنوراں، ۱۸ اپریل ۲۰۱۸)

## غزل (۲۱)

اب پسِ آئینہ ہلال کہاں
پیش منظر میں بھی جمال کہاں

آتش عشق بھی ہے سرد بہت
لذّت رنج میں اُبال کہاں

ہو چکا ہے سفید سب کا لہو
آدمیت کا خون لال کہاں

مانندِ عکس تو نگہ میں ہے
چھوڑ نے کا تجھے سوال کہاں

عشق کے غم میں وہ غبار نہیں
حُسن کے دل میں بھی ملال کہاں
اب جوابوں میں تلخیاں بھی نہیں
اب سوالوں میں وہ سوال کہاں
آنکھ سورج سے میں ملاؤں کیا؟
تجھ کو دیکھوں مری مجال کہاں

(ادبی فورم: فیس بک ٹائمز پین، ۱۰ اپریل ۲۰۱۸)

# غزل (۲۲)

وقت بے وقت محبت میں سیاست کرنا
تم نے سیکھا ہے فقط دل کی تجارت کرنا

پہلے تاریخ کے اوراق مکرر پڑھنا
"پھر بڑے شوق سے دُنیا پہ حکومت کرنا"

سر جھکاتے ہیں سبھی دل کو جھکاتے ہیں ہم
کام آساں نہیں ایسوں کی امامت کرنا

پہلے احوال مرے روحِ ہنُر سے پوچھو
پھر رقم جانِ وفا حرفِ ملامت کرنا

کھڑکیاں کھول تو دیں تم نے ہوا آئے گی
اب چراغوں کی ہواؤں سے حفاظت کرنا

شعراوروں کے مزیدار بہت ہیں مانا
مرے اشعار کی تلخی بھی سماعت کرنا

روشنی جن کی اندھیروں سے کرے یارانہ
اُن چراغوں سے میرے دوست بغاوت کرنا

کچھ منافع بھی محبت میں ملے گا عادلؔ
تلخیِ جاں سے محبت میں شراکت کرنا

(ادبی فورم: عشق نگر، ۱۰ اپریل ۲۰۱۸)

# غزل (۲۳)

عشق کو حُسن کی دولت نہیں ملنے والی
بند آنکھوں کو بصارت نہیں ملنے والی

ماں کے قدموں کو کہاں چھوڑ کے آئے زاہد
اب کہیں آپ کو جنت نہیں ملنے والی

پی گئی رات تمازت رگِ خورشید سے ہی
دھوپ سے شام کو راحت نہیں ملنے والی

ڈوب جائیں گے سمندر کے کنارے پہلے
ساحلوں کو کبھی مہلت نہیں ملنے والی

جو نہ ہو جذبۂ ایثار دلِ مسلم میں

سر کٹا کے بھی شہادت نہیں ملنے والی

آگ کچھ فرقہ پرستی کی لگانی ہے تجھے

یوں سیاست میں وزارت نہیں ملنے والی

عشق میں کام سیاست بھی بہت آتی ہے

یوں مجھے تیری محبت نہیں ملنے والی

جو کیا کرتے ہیں انسان کو جُدا انساں سے

ایسے لوگوں سے طبیعت نہیں ملنے والی

آدمیت سے محبت نہ ہو جن کو عادلؔ

ایسے لوگوں کو محبت نہیں ملنے والی

(ادبی فورم: فیس بک ٹائمز سپین، ۱۷ اپریل ۲۰۱۸)

## غزل (۲۴)

طرزِ انکار کو اقرار سمجھ لیتے ہیں
بے وفاؤں کو وفا دار سمجھ لیتے ہیں

جب یہ زنجیر جکڑ لیتی ہے کیا ہوتا ہے
تیری زلفوں کے گرفتار سمجھ لیتے ہیں

شعر اُتر جائے کہیں من میں زلیخا کے بھی
یوسفِ فن کو خریدار سمجھ لیتے ہیں

جب بھی پڑتے ہیں قدم خار بکھر جاتے ہیں
بس کہ آہٹ کو بھی سرکار سمجھ لیتے ہیں

جب بھی اقرار کیا ایک عجب آہ بھری
ہم تو ہر موڑ پہ انکار سمجھ لیتے ہیں

روٹھ جانے کا وہ انداز کوئی کیا جانے
اُن کی دھمکی کو بھی جھنکار سمجھ لیتے ہیں

اب حریفوں کا ہنُر تم کو چرائے گا کیا؟
لوگ تو شعر کا معیار سمجھ لیتے ہیں

ہم گواہی بھی حقیقت کی وفا میں دیں گے
جھوٹ کو حق کے طرفدار سمجھ لیتے ہیں

کیوں سمندر بھی ہے خاموش ابھی تک عادلؔ
ہم ہواؤں کی بھی رفتار سمجھ لیتے ہیں

(فورم: دیا فجی، ۲۰اپریل ۲۰۲۰)

# غزل (۲۵)

جلال تجھ میں تو عکس جلال ہے مجھ میں
مرا خیال ہے تیرا جمال ہے مجھ میں
طلب نہیں ہے مجھے اب جواب سننے کی
سوال پوچھ بھی سکتا مجال ہے مجھ میں
ابھی جھجک سی جھجک دیر تک ستاتی ہیں
عجیب طرز حیا کی مثال ہے مجھ میں
مرے ہنر کو خدا نے کی ہیں عطا سانسیں
غزل کے ہاتھ کا کوئی کمال ہے مجھ میں

ترے خمار سے اب میں بھی ڈگمگاتا ہوں
عذابِ جذب ہے تجھ میں اُچھال ہے مجھ میں
خیال یار کا میں آئینہ ہوا شاید
کسی کے حُسن کا عادلؔ جمال ہے مجھ میں

(فیس بک ٹائمز پین، ۱۸۔ ۰۴۔ ۲۰۱۸)

❁❁❁

# غزل (۲۵)

اُداس شب میں قمر بام پر اُتر آیا
کہ اپنے گھر میں ہمیں یاد اپنا گھر آیا
صبا کے ورق پہ لکھا ہے نام گُل جس نے
غزل کا اُس کو زمانے میں پھر ہنرُ آیا
چمک دھمک میں چھپی بجلیاں بھی ہوتی ہے
گلاب چہرے میں ہم کو شرر نظر آیا
خلوص پیار محبت وفا حیا الفت
تمہارے طرز بیاں میں کہاں نظر آیا

پیامِ یار کا قلزم تھا آنکھ میں اُس کی
تمہارے کام فقط ایک نامہ بر آیا

ہر ایک گام پہ منزل کی جستجو ہے ہمیں
ہمارے پاؤں تلے کون سا سفر آیا

یہیں پہ لوٹ کے آئے ہیں یہ پرندے پھر
خزان آئی ہے اور پیڑ پر ثمر آیا

(بزمِ تخلیق، ۲۱۔۰۴۔۲۰۱۸)

❁❁❁

## غزل (۲۶)

برگِ گُل صحنِ چمن بادِ صبا کچھ بھی نہیں
رنگِ گلشن میں لگی آگ جلا کچھ بھی نہیں

دل کی تختی پہ فقط زخم لگے نظروں کے
کورے کاغذ پہ رقم اُس نے کیا کچھ بھی نہیں

دیر تک آنکھ کی تحریر میں پڑھتا ہی رہا
خامشی کہتی رہی میں نے کہا کچھ بھی نہیں

یہ تمنا تھی تمنا کی تمنا کرتے !
حسرتِ دل کے سوا ہاتھ لگا کچھ بھی نہیں

یہ زباں چپ تھی مگر عضو بدن کہتے رہے
سب کے سب سنتے رہے ہم نے کہا کچھ بھی نہیں

ان ستاروں میں کرن اس کی ہے روشن روشن
اِن ہواؤں کی طرح جس کا پتا کچھ بھی نہیں

اُٹھ رہا ہے یہ دھواں جانے کہاں سے عادلؔ
ہر طرف آگ لگی اور جلا کچھ بھی نہیں

(فورم: فیس بک ٹائمز پیین، یکم اپریل ۲۰۱۸)

## غزل (۲۷)

ہم نے رکھا ہے قدم نقشِ قدم سے آگے
کیا نکل جائیں گے ہم اپنے بھرم سے آگے

یہ شرافت یہ محبت یہ صداقت صاحب
اک ستم اور بھی ہے تیرے کرم سے آگے

لوگ آتے ہیں سیاست کے شکنجے میں بہت
مُفلس شہر نے دیکھا نہ شکم سے آگے

حُسن جاناں ہی چمکتا ہے دیے کی مانند
کون جاتا ہے جیبو! شبِ غَم سے آگے

اور جائیں گے کہاں تم سے بچھڑنے والے
کوئی رستہ بھی ہے کیا ملکِ عدم سے آگے؟
اپنی تحریر کی تصویر اُتاری دل میں
میں نے دیکھا بھی نہیں اپنے قلم سے آگے
شب کی آنکھوں میں نکل آئے گا سورج عادلؔ
صبح جائے گی بہت شامِ الم سے آگے

(فورم: شمع محفل (پاکستان) ۳۰ اپریل ۲۰۲۰)

# غزل (۲۸)

بیدار ہوئی ملت رمضان مبارک میں
شیطان ہوا رخصت رمضان مبارک میں

شکوہ نہ حبیبوں سے نفرت نہ رقیبوں سے
لگتی ہے زمیں جنت رمضان مبارک میں

ازکار کی مجلس ہے برکات کی بارش ہے
نصرت کی ہر اک ساعت رمضان مبارک میں

آباد ہے دُنیا بھی آباد ہے عقبیٰ بھی
مومن کی ملی صحبت رمضان مبارک میں

رحمت ہے جہاں دیکھوں برکت ہے جہاں سوچوں
ایسی ہے مری حالت رمضان مبارک میں

تقویٰ کے گلابوں کی ایمان کے پھولوں کی
ہر سو ہے یہاں نکہت رمضان مبارک میں

توحید کی مشعل سے روشن ہے یہاں گھر گھر
ایمان کی ہے شہرت رمضان مبارک میں

(فورم: بزم تخلیق، ۱۳ مئی ۲۰۱۸)

## (۲۹)

احمدؐ کی احادیث تو اللہ کی زباں ہے
محبوب کی جو بات ہے عاشق کا بیاں ہے
الفت میرے سینے میں مدینے کی رواں ہے
آنکھوں میں محبت بھی محمدؐ کی عیاں ہے
اوراق ہیں خوشبو کے سیاہی ہے صبا کی
''سرکار کی مدحت میں قلم میرا رواں ہے''
لازم ہے مسلمان پہ آنکھوں میں بسائے
معمورہ محمدؐ کا عقیدت کا جہاں ہے

محبت بھی عقیدت بھی شفقت بھی وفا بھی
محبوبِ خُدا کی میری رگ رگ میں رواں ہے

بس جائے نگاہوں میں تبسم کا وہ نقشہ
آنکھوں میں میری چاہ کا اکِ سیل رواں ہے

ہو جس کا گزر صحنِ محمدؐ سے نہ عادلؔ
وہ پرتوِ مہتاب تو بے نام ونشاں ہے

(فورم: سائباں)

❁❁❁

## غزل (۳۰)

اپنوں سے محبت میں نبھا عید کا دن ہے
غیروں سے وفا کر کے دکھا عید کا دن ہے
لیتی ہے خبر خار کی بھی پھول کی بھی یہ!
آئی ہے مدینے سے ہوا عید کا دن ہے
خوشیاں ہیں وفائیں ہیں عطائیں ہیں زمیں پر
بازار محبت کا لگا عید کا دن ہے
انسان نے انسان سے نفرت کی بہت، اب
اک شمع اندھیروں میں جلا عید کا دن ہے

سنگلاخ زمینوں سے نکل آئے ہیں کانٹے
اک پھول محبت کا کھلا عید کا دن ہے
طوفان میں ڈالی ہے اُسی نے میری کشتی
خوشیاں بھی کرے گا وہ عطا عید کا دن ہے
انساں ہے تو انساں سے خوشی بانٹ خوشی سے
خوشیوں کے ہیں پل عید منا عید کا دن ہے
ہونٹوں پہ یتیموں کے تبسم کا دیا رکھ
برسے گی دعاؤں کی گھٹا عید کا دن ہے

(فورم: فیس بک ٹائمز ۱۱ جون ۲۰۲۰)

# غزل (۳۱)

زیست کی ہر موج کو اک بیکرانی چاہیے
منجمد دریا میں پانی کی روانی چاہئیے

من جھکانا شرط ہے رسم محبت کی سنو!
خاکِ دل پر رنگ لیکن آسمانی چاہیئے

جھوٹ بکتا ہے سرِ بازار سچ کے نام پر
سچ یہی ہے اب حقیقت داستانی چاہئے

ہم ہواؤں کی نزاکت کو سمجھتے ہیں بہت
کشتیاں لہروں پہ لیکن باد بانی چاہئے

اب سروں کی فصل کٹتی جارہی ہے ہر طرف
گلستاں میں فصلِ گل کو باغبانی چاہیئے
عاشقی میں انکساری بھی ضروری ہے مگر
عشق میں تھوڑی سی عادلؔ لن ترانی چاہیئے

(فورم: بزم سخنوراں، ۲۳ جون ۲۰۱۸)

# غزل (۳۲)

چلو کانٹے رقیبوں کی بھی راہوں سے ہٹالیں ہم

چلو اپنے حریفوں کو گلے سے اب لگالیں ہم

ابھی تو موج الفت کی کنارے پر ہے آوارہ

چلو طوفان دریائے محبت میں اُٹھالیں ہم

کیا نمرود کی آتش کو آخر عشق نے ٹھنڈا

چلو کاجل محبت کی نگاہوں سے چرالیں ہم

کہیں ظلمت میں ہے مشرق کہیں مغرب اندھیرے میں

''اُٹھو تاریک راتوں سے کوئی سورج نکالیں ہم''

اندھیروں کی حکومت ہے سیاہی کی نظامت ہے
چلو صاحب چراغوں کو اندھیروں میں جلائیں ہم
اندھیرے کو کریں گے اور بھی مایوس ہم عادلؔ
چلو سورج سیاہی کی زبانوں پر چڑھائیں ہم

(فورم: فیس بک ٹائمز پین، ۲۴ جون ۲۰۱۸)

❁❁❁

# غزل (۳۴)

خواب آتے ہی رہے رات ڈرانے مجھکو
نیند اُتری نہ نگاہوں میں سُلانے مجھکو

رنگ کھلتے ہی رہے دستِ حنائی پہ بہت
کون سی بات کہی شاخ حِنا نے مجھکو

کھِل گئے دستِ سخاوت پہ شگوفے کتنے؟
کوئی پیغام دیا بادِ صبا نے مجھکو

میں بھٹکتا ہی رہا جس کی نگاہوں میں سدا
خواب میں آتا ہے وہ راہ دکھانے مجھکو

حال دیکھا جو رقیبوں کا چلو اچھا ہے
تیری الفت سے نوازا نہ خدا نے مجھکو

کوئی جھونکا بھی نہ چھو آیا بدن سے اُس کے
رات بھر خواب دکھائے ہیں ہوا نے مجھکو

ورنہ قد میرا نکل آتا صنوبر کی طرح
کوئی آواز نہ دی بادِصبا نے مجھکو

ساتھ چھوڑا جو مرا عہدِ وفا میں اُس نے
یاد آئے ہیں کئی دوست پرانے مجھکو

(فورم: عشق نگر، ۲۶ جون ۲۰۱۸)

# غزل (۳۴)

شام جو غم کی ہے تو صبح بھی وحشت کی ہے
ہجر کی رُت میں ہر اک سانس قیامت کی ہے

بات رسوائی کی ہے اور نہ شہرت کی ہے
بات عزت کی ہے نصرت کی ہے غیرت کی ہے

کوئی پتھر بھی نہیں آتا ہے آنگن میں میرے
ہم نے شہرِ نزاکت سے ہی ہجرت کی ہے

اُس نے ہر زخمِ جگر میرا نظر سے چوما
اُس نے الفت کی ہے مجھ سے کہ عداوت کی ہے

بھول ہی جاتے ہیں اللہ کو کر کے سجدہ
ورنہ ہر ساعتِ بیتاب عبادت کی ہے
کس بلندی سے اُترتا ہوں میں نیچے عادلؔ
اُن فقیروں نے میری جب سے قیادت کی ہے

(فورم: دیا فجی)

❁❁❁

# غزل (۳۵)

یہ گوہر نایاب تمہارے ہیں تمہارے
بہتے ہوئے سب اشک ہمارے ہیں تمہارے

ہر روز بلاتے ہیں ہمیں گہرے سمندر
کیا خوب نگاہوں کے اشارے ہیں تمہارے

روشن ہیں خیالوں کی فصیلوں پہ چراغ اب
کچھ خواب نگاہوں میں اُتارے ہیں تمہارے

کیوں رنگ مثالوں میں تمہاری نہ بھریں ہم
کیوں خواب نگاہوں میں کنوارے ہیں تمہارے

یہ قلبِ حزیں یاد میں غمگیں ہے تمہاری
اس جھیل میں الفت کے شکارے ہیں تمہارے
یہ راز فلک کا نہ کسی اور سے کہنا
یہ چاند تمہارا ہے ستارے ہیں ہمارے

(فورم: بزم سخنوراں، یکم جولائی ۲۰۱۸)

# غزل (۳۶)

دوست بھی راہ کی دیوار سمجھتے ہیں ہمیں
ہم سمجھتے تھے سبھی یار سمجھتے ہیں ہمیں

کوئی قاری نہ سمجھ پایا ہمارا یہ دکھ
بعض افسانوں کے کردار سمجھتے ہیں ہمیں

کاٹ ڈالے ہیں ہرے پیڑ زمیں سے ہم نے
جانور اپنے طرفدار سمجھے ہیں ہمیں

ہم نے احساس کے پھولوں کو دیا ہے پانی
لوگ جذبات کی تلوار سمجھتے ہیں ہمیں

فصل کاٹی ہے بہت ہم نے یہاں زخموں کی
اب قلمکار قلمکار سمجھتے ہیں ہمیں

بات اُترے گی ہماری بھی تمہارے دل میں
ہم سمجھتے ہیں سمجھدار سمجھتے ہیں ہیں

درد بے درد نہیں ہوتا ہے اکثر عادلؔ
غم سمجھتے ہیں نہ غمخوار سمجھتے ہیں ہمیں

(۵ جولائی ۲۰۱۸)

# غزل (۳۷)

خواب عُجلت کے رتجگے میں ہوں
نیند کے ایک وسوسے میں ہوں
قافلے میں تھا قافلے میں ہوں
دایئرے میں تھا دایئرے میں ہوں
مانگ کر دیکھ رابطے میں ہوں
حق ترا ہوں مطالبے میں ہوں
آنکھ میں تھا میں آنکھ میں ہوں میں
میکدے میں تھا میکدے میں ہوں

ہو نہ جاؤں شکار نظروں کا
آنکھ کے ایک زاویے میں ہوں

شعر ہوں اپنے ہی ہُنر میں ہوں
میں متن میں نہ قافیے میں ہوں

میں کہانی میں تھا بہت پہلے
شکر ہے اب بھی حاشیے میں ہوں

بات خود سے نہیں ہوئی اب تک
شام سے دل کے رابطے میں ہوں

کیوں نہ اب انتخاب ہو جاؤں
تیری نظروں کے جائزے میں ہوں

(فورم: دیا (فجی) ۶ جولائی ۲۰۱۸)

# غزل (۳۸)

موتی تو چشم تر میں سنبھالے کہاں گئے
وہ آہ و زاری اور وہ نالے کہاں گئے

زخم جگر کی آگ جلاتی رہی چراغ
روشن ہے داغ داغ اُجالے کہاں گئے

ہونٹوں پہ تشنگی کا سمندر ہے جابجا
لب پر تمہارے جام اُچھالے کہاں گئے

بھرتے رہے ہیں زہر خیالات میں فقط
جو سانپ آستین میں پالے کہاں گئے

کرنوں کی بارشوں میں اندھیرے نکھر گئے
سورج ہوا غلام اُجالے کہاں گئے
پھولوں کے شہر سے وہ مسافر کہاں آ گیا
ہاتھوں کے زخم پاؤں کے چھالے کہاں گئے
شاید خلوصِ شعر میں آئی ہے اب کمی
عادلؔ تمہارے چاہنے والے کہاں گئے

## غزل (۳۹)

لاکھ چہروں میں نظر آتی ہے صورت کوئی
کیسے سمجھے گا محبت کی ضرورت کوئی

سلطنت کس کی ہے کرتا ہے حکومت کوئی
دل نہیں کس کو بتائیں گے ریاست کوئی

رنگ بھرتی ہے میرے شعر میں طاقت کوئی
استعارہ کوئی فن کوئی علامت کوئی

اِس کے پیچھے ہے کوئی نور کا دریا بہتا
میں یہ کہتا ہوں، ہے سورج بھی علامت کوئی

عشق کے پیڑ کی چھاؤں میں محبت ہے پلی
عقل کی شاخ پہ بیٹھی ہے نصیحت کوئی

ایک طوفان سمندر میں گرجتا ہے بہت
دے رہا ہے مجھے ساحل کی بشارت کوئی

وہ تو بدنام ہے گلشن کی فضاؤں میں بہت
شاخ پر کرتا ہے پھولوں کی حفاظت کوئی

کتنے نمکین تھے پہلے تیرے آنسو عادلؔ
کرتا ہے لذت گریہ سے شکایت کوئی

(فورم: دیا (فجی) ۱۳ جولائی ۲۰۱۸)

## غزل (۴۰)

لبوں پہ پھیل گئے لفظ خامشی کی طرح
ملا ہے مجھکو سمندر بھی تشنگی کی طرح

نیام گل سے نکل کر کبھی اُتر جانا
گلابِ جسم کی شاخوں پہ تازگی کی طرح

ہر ایک بات میں ابہام ہے سنو تو یہ
کلام یار کا لہجہ ہے شاعری کی طرح

جسے خبر نہیں اخلاص کس کو کہتے ہیں
اُسی سے ہم کو محبت ہے زندگی کی طرح

نہ کر سکا کسی سے دشمنی بھی کھل کے میں
نبھائی جاتی رقابت ہے دوستی کی طرح

کھڑا ہے آج جو خنجر بکف مرے آگے
مجھے عزیز تھا یہ شخص زندگی کی طرح

سلام کرتے ہیں جس کو چراغ روز و شب
وہ روشنی بھی میسر ہے تیرگی کی طرح

(فورم: بزم سخنوراں، ۱۵ جولائی ۲۰۱۸)

## غزل (۴۱)

وصل کی شب شراب ہیں آنکھیں
ہجر میں آب آب ہیں آنکھیں

ہوش آتے ہی ہوش اُڑتے ہیں
بے خودی میں شراب ہیں آنکھیں

من کی نظروں میں پھول کھلتے ہیں
شاخ تن پر گلاب ہیں آنکھیں

دل لگی چھپ گئی ہیں پردے میں
عاشقی کا حجاب ہیں آنکھیں

روشنی کا پیام ہیں نظریں
چاند اور آفتاب ہیں آنکھیں
مسکراتے ہوئے بہے آنسو
کتنی خانہ خراب ہیں آنکھیں
عشق پہنچا ہے دار پر عادلؔ
حُسن کا انقلاب ہیں آنکھیں

(فورم: عشق نگر، ۱۷ جولائی ۲۰۱۸)

# غزل (۴۲)

باغباں کو چپ لگی ہے گلستاں خاموش ہے
یہ زمیں خاموش ہے اور آسماں خاموش ہے
پہلے تو پلکوں پہ تارے ٹمٹماتے تھے بہت
اب ہماری چشم نم کا سائباں خاموش ہے
سسکیوں سے مسکراہٹ اب لپٹتی ہے فقط
ہر تبسم چُپ سا ہے آہ و فغاں خاموش ہے
ہر مسافر دھول اُڑاتا جارہا ہے دُور تک
منزلیں چپ چاپ سی ہیں کارواں خاموش ہے

سر اُٹھانے لگ گئے ہیں حسرتوں کے ولولے
آتش افسردہ چپ سی ہے دھواں خاموش ہے

تتلیوں نے اوڑھ رکھی ہے ردائے خامشی
ہر کلی گم سُم سی ہے اور گلستان خاموش ہے

اب ضمیروں کی عدالت میں اُٹھا ہے حشر سا
مہرباں چُپ ہے یہاں نامہرباں خاموش ہے

اب کسے دیکھیں کسے چاہیں کسے پوجیں یہ دل
چُپ یقیں ہے دُور تک عادلؔ گماں خاموش ہے

(فورم: بزم سخنوراں، ۲۲ جولائی ۲۰۱۸)

# غزل (۴۳)

جھوم کے جب لب گلشن پہ دُعا آتی ہے
اُلٹے پاؤں ہی پلٹ بادِ صبا آتی ہے

تتلیوں کو بھی گلستاں میں حیا آتی ہے
جانے چھو کر کسے ساون کی گھٹا آتی ہے

ہاتھ اُٹھتے ہی فضاؤں سے صدا آتی ہے
اب تو سانسوں سے بھی خوشبوئے دعا آتی ہے

چاندنی جب بھی اندھیروں سے دغا کرتی ہے
چاند کی گود میں تاروں کو قضا آتی ہے

رتجگے راس کبھی آتے نہیں ہیں ہم کو
نیند خوابوں کی دُعاؤں سے جُدا آتی ہے
پہلے تو دستِ دُعا سخت تھے پھتر کی طرح
اب تو پھولوں کی طرح لب پہ دُعا آتی ہے
اُس کی نظروں سے لپٹ جاتے ہیں دل کے ٹکڑے
اُس کے آجانے سے محفل میں قضا آتی ہے

(فورم: فیس بک ٹائمز پیپن، ۲۷ جولائی ۲۰۱۸)

# غزل (۴۴)

فصل شعلوں کی پکنے والی ہے
یہ زمیں پھر سلگنے والی ہے

اب درختوں پہ چاند بیٹھا ہے
شاخ سے دھوپ اُترنے والی ہے

پیڑ پر چڑھ گئی تھکن دن کی
شام ٹہنی پہ سونے والی ہے

روشنی ہو رہی ہے تیز بہت
شمع محفل کی بجھنے والی ہے

اُس کی آنکھوں میں حشر اُٹھا شاید
کوئی خیرات بٹنے والی ہے

چاند سا وہ بدن لئے نکلا
کس کی قسمت چمکنے والی ہے

اب میری ہاں میں ہاں ملاتے ہیں
پھول کی ڈالی جھکنے والی ہے

راہ دریا بناتا ہے اپنی
اب تیری آنکھ بہنے والی ہے

مسکراہٹ کسی کی اب عادلؔ
تیرے ہونٹوں پہ کھلنے والی ہے

(فورم: دیا (فجی) ۲۷ جولائی ۲۰۱۸)

# غزل (۴۵)

ایک کمزور پل کی عادت ہو
تم محبت ہو یا ضرورت ہو

زلف رخسار لب ستم غمزے
شعر کہنے کی اب اجازت ہو

استعاروں کا لطف لینے دو
آگ پر چلنے کی اجازت ہو

پھول کھلتے ہی تازگی روٹھی
انقلاب آیا اب بغاوت ہو

مہربانی ہوئی رقیبوں کی
دوستوں کی ذرا عنایت ہو
ہو گئیں سب سے اب ملاقاتیں
خود سے بھی ملنے کی اجازت ہو
اب تو تاکید ہے یہ عادلؔ سے
حشر ہو عدل ہو عدالت ہو

(فورم: سائباں، ۲۷ جولائی ۲۰۱۸)

❁❁❁

# غزل (۴۶)

پردہ بہار رُت نے اُٹھایا ہے دفعتاً
رُخسار فصلِ گُل نے دکھایا ہے دفعتاً

مصرعہ ہمارے شعر کا اُٹھایا ہے دفعتاً
سورج سیاہ شب میں نکالا ہے دفعتاً

اک ماہتاب بھول سے آیا مرے نگر
کوئی چراغ شب نے جلایا ہے دفعتاً

یہ کون بد حواس اچانک اُچھل پڑا
کس نے غموں کو شہر بلایا ہے دفعتاً

لفظوں کا آئینہ تھا کہ شیشہ تھا فکر کا
چہرہ ہمارا ہم کو دکھایا ہے دفعتاً
جذبات کے چمن میں کسی نے خزاں میں
تازہ کوئی گلاب کھلایا ہے دفعتاً
کھلنے لگے ہیں پھول محبت کے دشت میں
صَحرا کو چشمِ تر سے ملایا ہے دفعتاً

(فورم: بزم سخنوراں)

❁❁❁

# غزل (۴۷)

میں کہاں تھا میں کہاں ہوں یہ بتانا مجھکو
خود سے بچھڑا ہوں میرے میں سے ملانا مجھکو

سچ کہوں سچ کے سوا کچھ نہ کہوں اے اللہ
بات جو حق کی ہو وہ بات سکھانا مجھکو

بات کرتی ہے صبا آتش گل سے کیسے؟
دن بہاروں کے نظاروں کے دکھانا مجھکو

نفرتوں کی کوئی آواز نہ پہنچیں مجھ تک
گیت الفت کے محبت کے سنانا مجھکو

مِیں نہیں ملتا خرابوں کی کبھی پستی میں
کوسہاروں کی بلندی سے چرانا مجھکو
میرے عیوب کی تشہیر نہ ہونے دینا
اپنی رحمت کے حجابوں میں چھپانا مجھکو
کوئی افسر کوئی رہبر کوئی خودسر ہے یہاں
سب زمانے کے خداؤں سے بچانا مجھکو
رب مرے نام نہ انسان کا بدنام کروں
آدمیت کے لبادے میں چھپانا مجھکو

(فورم: فیس بک ٹائمز سپین، ۱۶ اگست ۲۰۱۸)

❀❀❀

# غزل (۴۸)

دُنیا میں کبھی حسرتِ دُنیا نہ کریں گے
ساحل سے کبھی جھیل کو دیکھا نہ کریں گے

آہٹ سے تمہاری کبھی اُچھلا نہ کریں گے
اب شیشہ امواج کو جوڑا نہ کریں گے

اخلاص کا جذبات سے رشتہ نہ رہے گا
اخلاص سے جذبات کا سودا نہ کریں گے

جس شب میں ترے ہاتھ سے چھوٹا تھا یہ شیشہ
اُس رات کا اُس بات کا چرچا نہ کریں گے

الفت کے سمندر میں نہ موجیں ہین نہ طوفاں
آواز کو اپنی کبھی اُونچا نہ کریں گے
آواز نہیں آتی ہے آنکھوں سے تمہاری
اب فرقتِ ترسیل میں رویا نہ کریں گے
دریا میں کنارہ ہی نہیں ملتا ہے عادلؔ
آوارہ کسی آنکھ میں گھوما نہ کریں گے

(فورم: عشق نگر)

# غزل (۴۹)

ہر اک میکس کو ہے دعویٰ یہاں خدائی کا
ہجوم دل سے نکل آیا آشنائی کا

مجھے بھی ناز ہے بندہ فقط ترا ہی ہوں
غرور تجھ کو جو ہے اپنی کبریائی کا

نگہ نگاہ تلک ہوگئی رسائی سی
نیا نیا ہے چلن دل میں آشنائی کا

اُسے تھا ناز بہت اپنی بے وفائی پر
ملا ہمیں بھی تو انعام جگ ہنسائی گا

بھٹک رہا ہے وہی شخص دشت و صحرا میں
غرور جس کو تھا ہر وقت رہنمائی کا

گزر گئے وہ دیانت کے دن وفا کے دن
پلٹ کے وقت نہیں آئے گا بھلائی کا

ہر ایک زخم کا مُنہ بند ہو گیا عادلؔ
کوئی بھی کام نہیں دل میں اب سلائی کا

(فورم: بزم تخلیق، ۱۰ اگست ۲۰۱۸)

# غزل (۵۰)

غنچگی بار بار مانگتا ہوں
گلستاں میں بہار مانگتا ہوں

مجھ پہ کیسا سکوت ہے طاری؟
کیوں دِل بے قرار مانگتا ہوں

کون سا بُت تراش دل میں ہے
بُت خُدا سے ہزار مانگتا ہوں

خود نُمائی کا ہے بھروسہ کیا
خود کا ہی اعتبار مانگتا ہوں

موسمِ ہجر کی طلب کیسی؟
اک طویل انتظار مانگتا ہوں

صاجبو! زرد زرد دھوپ سے میں
موسمِ مشکبار مانگتا ہوں

وقت کے بیکراں سمندر سے
ایک پل خوشگوار مانگتا ہوں

دھوپ کے پیلے پیلے ہاتھوں پر
سرمئی کوہسار مانگتا ہوں

قافلے چلتے ہی رہیں عادلؔ
راستوں میں غبار مانگتا ہوں

(فورم: فیس بک ٹائمز سپین، ۱۴ اگست ۲۰۱۸)

# غزل (۵۱)

کٹے گی رات بھی بالیں پہ مسکرا دینا
چراغ شام کی دہلیز پر جلا دینا

سُنی سُنائی سی باتوں پہ کیا بھروسہ ہے
کلی کلی کی نگاہیں کبھی کھلا دینا

دکانِ عشق پہ تالے چڑھے ہیں جانِ جاں
ذرا ہماری تجارت کو بھی دُعا دینا

حجاب کرنے لگی ہیں ہماری آنکھیں اب
جھکی جھکی سی نگہ کو ذرا اُٹھا دینا

شکایتوں کا یہ موسم بدل نہ جائے کہیں
کبھی ہماری وفاؤں کا بھی صلہ دینا
ہمارے زخم بھی دیں گے تمہیں دُعا ہر دم
وفاؤں کا جو صلہ دینا تو جُدا دینا
لگی تھی آگ جو گھر گھر بجھی بجھی سی ہے
حضور! آتش جذبات کو ہوا دینا

(فورم: دیا (فجی)، ۱۷اگست ۲۰۱۸)

# غزل (۵۲)

ہمراز ترے تجھ سے مکر جائیں گے اک دن
آنکھوں سے تری بھید ابھُر جائیں گے اک دن

سب خواب نگاہوں سے مکر جائیں گے اک دن
ہم دل سے تمہارے بھی اُتر جائیں گے اک دن

ساحل کا نظارہ بھی بہت خوب ہے لیکن
اس گہرے سمندر میں اُتر جائیں گے اک دن

مانا کہ ابھی زرد ہے رنگت گل ترکی
یہ چہرے گلابوں کے نکھر جائیں گے اک دن

آ جائے گا مہتاب لب بام کبھی تو
اس شہر میں ہم لوگ سنور جائیں گے اک دن
پیغام لئے امن کا الفت کے کبوتر
کشمیر کی وادی میں اُتر جائیں گے اک دن
پھر دھوپ کے پاؤں میں بھی زنجیر پڑے گی
سورج کے زمانے بھی گزر جائیں گے اک دن

(فورم: بزم سخنوراں، ۱۹ اگست ۲۰۱۸)

# غزل (۵۳)

ہجرتوں کو عزیز تر رکھا
اپنے پاؤں میں اک سفر رکھا
حادثوں نے کہاں سفر رکھا
رات بھر مورچوں پہ ڈر رکھا
کس نے دل میں ہمارے ڈر رکھا
ان بہاروں میں اک شرر رکھا
امن لکھ تو دیا ہے کھڑکی پر
ہم نے بجلی کی زد پہ گھر رکھا

کیوں نہ خود سر کو سرفراز کیا
کیوں جھکے پیڑ پر ثمر رکھا

سارے منظر رُلا رُلا کے گئے
شہر کی ہر نظر کو تر رکھا

گوہروں کی تلاش میں نکلے
کانچ مٹھی میں ہم نے بھر رکھا

(فورم: بزمِ تخلیق، ۲۰ اگست ۲۰۱۸)

❁❁❁

# غزل (۵۴)

تم یہ کیوں کس جا بیٹھے ہو
تم بھی خود سے کیا روٹھے ہو
آج سکوں سے تم بیٹھے ہو
اپنی قید سے کب چھوٹے ہو
نفرت نے تم کو گھیرا ہے
الفت کے دام سے چھوٹے ہو
باہر سے ہم بھی سچے ہیں
اندر سے تم بھی جھوٹے ہو

فولاد کی مانند گرتے ہو
شیشے کی طرح تم ٹوٹے ہو
دُنیا کس کی تھی کس کی ہے
شاید دُنیا سے روٹھے ہو
عادلؔ تم کیا عدل کرو گے
اندر سے تم بھی ٹوٹے ہو

(۲۴اگست ۲۰۱۸)

# غزل (۵۵)

کوئی دیوار گرتی ہے تری دیوار کے پیچھے

کوئی اقرار کرتا ہے ترے انکار کے پیچھے

قیامت کی قیامت ہے اُدھر سنسار کے پیچھے

سیاست کار فرما ہے اِدھر تلوار کے پیچھے

یہاں تک آئے ہیں ہم بھی بہت سنسار کے پیچھے

کہ جیسے بیچ دی دُنیا کسی دیوار کے پیچھے

ہوئی ہے عشق کی شہرت کھُلی ہے حُسن کی رنگت

دِل بے کار کے آگے دِل بیمار کے پیچھے

کبھی قرطاس پر اُتری تصور کی پری پل میں

قلم لیکے چلے میلوں کبھی اشعار کے پیچھے

اسے معلوم منزل ہے نہ ہی ادراک رستے کا

نکل آئے کہاں تک ہم یہاں سردار کے پیچھے

ذرا آواز اپنی خود کرو دھیمی سُنو بلبل

لگائے کان کرگس ہے کھڑا گلزار کے پیچھے

عداوت کا اُٹھا خنجر بھرے بازار میں دن بھر

محبت جب ہوئی عادلؔ ہوئی دیوار کے پیچھے

(فورم: قوس قزح ممبئی، ۲۹ اگست ۲۰۱۸)

❁❁❁

# غزل (۵۶)

نگاہ کے یہ اشارے مجھے قبول نہیں
سمندروں کے کنارے مجھے قبول نہیں
چراغ لب پہ جلا دے ذرا تبسم کا
فلک کے چاند ستارے مجھے قبول نہیں
پیوں گا خون جگر کا شراب غم کی طرح
مگر یہ جام تمہارے مجھے قبول نہیں
چراغ پھر بھی ہے اپنا، بجھا بجھا ہی سہی
کسی کے چاند ستارے مجھے قبول نہیں

ورق ورق ہیں مرے رات دن بھی اب روشن
گئی رُتوں کے شمارے مجھے قبول نہیں
جلاؤ مجھکو نہ احسان کی بٹھی میں اب
رفاقتوں کے شرارے مجھے قبول نہیں
لگائی آتش گُل نے ہی آگ گلشن میں
گلاب رُت کے نظارے مجھے قبول نہیں

(فورم: موج سخن، یکم ستمبر ۲۰۱۸)

# غزل (۵۷)

تمام دشت چمن بن گیا ہے میرے لئے
یہ کون شہر میں محوِ دعا ہے میرے لئے

قدم قدم پہ یہ طوفان اُٹھا ہے میرے لئے
ہوا کا زور بھی لیکن تھما ہے میرے لئے

فریب حسن کا کتنا بڑا طلسم ہے
پرانی آنکھ ہے منظر نیا ہے میرے لئے

ڈگر ڈگر پہ ڈراتی رہیں مجھے لیکن
یہ آندھیاں تو ذرا سی ہوا ہے میرے لئے

تمام لوگ ہوئے شہر کے میرے دشمن
کروں نہ فکر ترا در کھلا ہے میرے لئے

یہ کس نے خار بچھائے ہیں اِس چمن میں میرے
یہاں کا پھول بھی زنجیر پا ہے میرے لئے

ہر ایک ناگ جدائی کا مجھ سے لپٹا تھا
کسی کا قرب تڑپتا رہا ہے میرے لئے

نہ دوستی ہے کسی سے نہ دشمنی عادلؔ
محبتوں کا تقاضا جُدا ہے میرے لئے

(۳ ستمبر ۲۰۱۸)

❁❁❁

# غزل (۵۸)

کچھ ہوا بھی چلی روانی میں
کچھ نہ کچھ تو تھا باد بانی میں
کون آیا ہے زندگانی میں
منجمد جھیل ہے روانی میں
میں نے اپنا خیال پیش کیا
یہ پری کون ہے کہانی میں
غنچگی میں صبا میں خوشبو میں
اُس کو دیکھا ہے لامکانی میں

بس سُنے ہیں جوانی کے قصے
ہم نے دیکھا ہے کیا جوانی میں

خوب ہے یہ بہاؤ جھرنے کا
بہہ رہا ہے لہو روانی میں

کامیابی ہی کامیابی ہے
ہار کیسی ہے کامرانی میں

بے وفا راج کرتا ہے دل پر
کون بیٹھا ہے راج دھانی میں

شعلۂ دل بجھا بجھا سا ہے
کس نے ڈالی ہے آگ پانی میں

مہربانی سی مہربانی ہے
یہ گماں کیا ہے بد گمانی میں

(فورم: فیس بک ٹائمز)

(۵۹)

دُنیا کو بار بار رُلایا حسینؑ نے
دُنیا کو بار بار جگایا حسینؑ نے
خیمے میں جب چراغ بجھایا حسینؑ نے
مہتاب کو فلک پہ رُلایا حسینؑ نے
بجُھتے ہوئے دیوں کو جلایا حسینؑ نے
جھکتے ہوئے سروں کو اُٹھایا حسینؑ نے
طوفان میں چراغ جلایا حسینؑ نے
یوں نور کا سُراغ لگایا حسینؑ نے

خاموش کفر و جہل کی آواز ہوگئی
توحید کا وہ نغمہ سنایا حسینؑ نے

جب روشنی کو قید کیا تھا یذید نے
دھرتی سے آفتاب اُگایا حسینؑ نے

جس کو نبیؐ نے غارِ حرا میں جلا دیا
اُس شمع سے چراغ جلایا حسینؑ نے

اصغرؑ کی پیاس عونؑ و محمدؑ کی تشنگی
وہ کون سا تھا غم نہ اُٹھایا حسینؑ نے

دشمن نے بات بات پہ خنجر سے بات کی
قرآن لمحہ لمحہ سُنایا حسینؑ نے

(فورم: سائباں)

# غزل (٦٠)

اُٹھا کے ہاتھ معجزے دُعا کے دیکھتے ہیں ہم
حریمِ دل میں جلوے اب خُدا کے دیکھتے ہیں ہم

تمہارے ہجر کا مزہ اُٹھا کے دیکھتے ہیں ہم
چراغ آندھیوں میں اب جلا کے دیکھتے ہیں ہم

پگل گئی ہے موم کی طرح خیال کی پری
چراغ دل کا شام سے جلا کے دیکھتے ہیں ہم

کرن کرن سے دشمنی کریں گے مرے ہم سفر
تمہاری یاد کا دیا بجھا کے دیکھتے ہیں ہم

حبیب ہی حبیب ہیں عزیز ہی عزیز ہیں
نظر نظر کو اب بچھا بچھا کے دیکھتے ہیں ہم

فریب ہی فریب ہیں صلیب ہی صلیب ہیں
نظر نظر کو اب اُٹھا اُٹھا کے دیکھتے ہیں ہم

ہوا کا خوف ہے مگر بُلند حوصلے تو ہیں
یہ آخری چراغ بھی جلا کے دیکھتے ہیں ہم

# Ilhaam Se Pehley

(Collection of online urdu poetic compositions)

by

**Ashraf Adil**
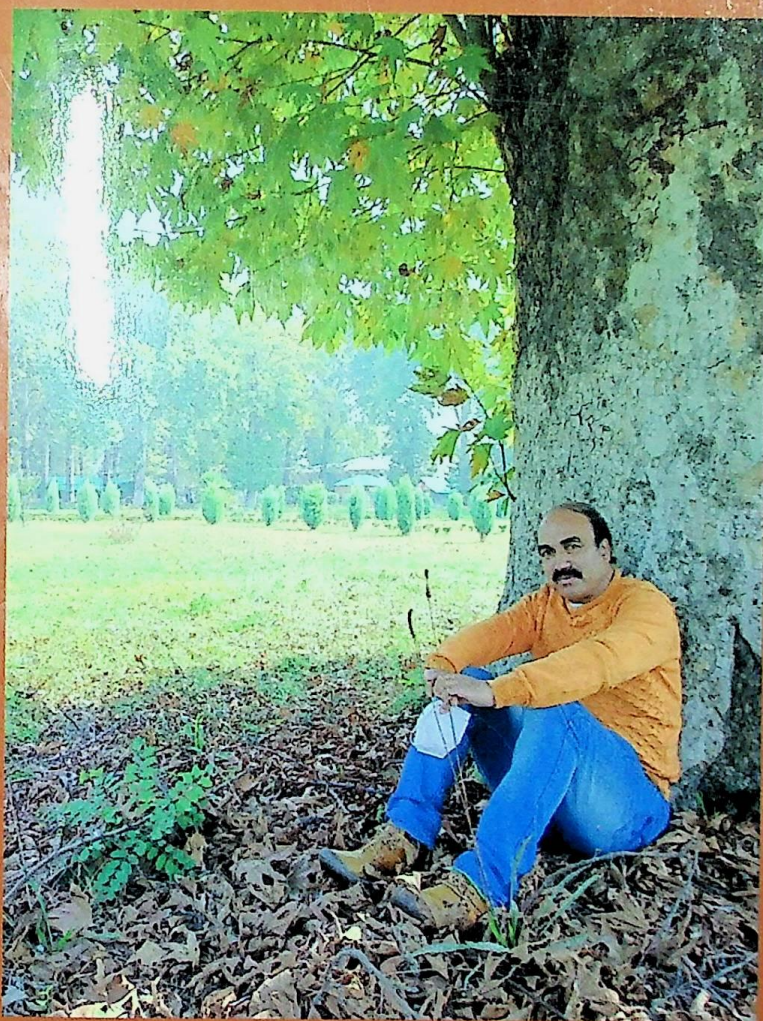
EDUCATIONAL
PUBLISHING HOUSE
New Delhi , INDIA